شہزادو شیخ

اسلام آباد

افترا

الافتراء کے معنی ہیں گتر گتر کر کے کچھ کا کچھ بنا دینا ۔ افتراء کا لفظ ، زیادہ تر ،فساد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ شرک، جھوٹ اور ظلم کے حوالے سے قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے، مثلاً

۴_۳۸، ۶_۱۴۰، ۵_۱۰۳، ۱۱_۳۵، ۱۰_۶۰، ۱۰_۳۷، ۱۱_۵۰

بہت بڑی، گھڑی ہوئی ، عجیب ، بناوٹی بات کو الفریٰ کہتے ہیں ۔ افراء کے معنی کسی چیز کو خراب کرنے کے لیے کاٹنے کے ہیں ۔کسی کے خلاف بہتان تراشنا،کوئی بات خود وضع کر کے اسے کسی اور کی طرف منسوب کر دینے کو افتریٰ علی کہا جاتا ہے۔ عیسائی اور یہودی پیشواؤں کے ایسے رویے کی کافی مثالیں قرآن پاک نے واضح کی ہیں ۔اتنے سمجھانے کے باوجود ایسے پیشوا مسلمانوں میں بھی موجود ہیں ۔ایسے لوگ عام طور پر مذہب کے نام پر ہیر پھیر کرتے ہیں ۔

عیسائیوں اور یہودیوں کے بگاڑ کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے پیشوا اپنے طرف سے باتیں وضع کر کے، انہیں شریعت خداوندی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔اسی طرح ایسے لوگ پنے مفادات اپنے اپنے فرقے بنا کر حاصل کرتے رہتے ہیں ۔اسے افترا علی اللہ کہا جاتا ہے۔اور کسی قسم کا جھوٹ گھڑ کر حضور ﷺ کی طرف منسوب کرنا افترا علی الرسول ہے۔اسی طرح نبوت کا جھوٹا دعویدار مفتری ہے۔

سورۃ الانعام (۶_۱۳۸) میں ارشاد ہے کہ اپنی جہالت آمیز رسموں کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنا اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنا ہے۔ سمجھایا گیا ہے کہ:

ان لوگوں کی جہالت آمیز رسموں کے کیا کہنے یہ اپنے مویشیوں اور فصلوں میں سے کچھ حصہ الگ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے کوئی نہیں کھا سکتا بجز ان کے جنہیں ہم اپنے عقیدہ کے مطابق کھلانا چاہیں ۔اسی طرح بعض جانوروں کو کسی کے نام پر

معنون (مخصوص) کر کے اس پر سواری اور بار برداری کو ناجائز قرار دیدیتے ہیں۔اسی طرح بعض جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے بلکہ ان کا نام لیتے ہیں جن کے نام پر انہیں بطور نذر و نیاز دیا جاتا ہے۔اور یہ سب کچھ وہ مذہب کے نام پر کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنا ہے۔بہرحال ان توہم پرستیوں کے نتائج بہت جلد ان کے سامنے آ جائینگے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے نام پر جھوٹ اور جہالت پھیلاتے رہتے تھے۔

سورۃ النساٗ (۴_۴۸) میں سمجھایا گیا ہے کہ:
جو لوگ اپنے خود ساختہ قوانین کو اللہ تعالیٰ کے قوانین کے ساتھ شامل کر لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں، جس سے ان کے ثبات واستحکام کی صلاحیتیں مضمحل ہو جاتی ہیں۔

سماجی معاشی اور سیاسی طور پر ایسے مفادات پرست لوگ آپس میں فریق ہوتے ہیں، گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں۔ایسے استحصالی طبقات اپنے مفادات کے لیے شریعت میں وضع قطع کر کے اللہ تعالیٰ کے نام منسوب کر دیتے ہیں۔سورۃ النحل (۱۶_۵۳ تا ۵۶) میں سمجھایا گیا ہے:
دیکھو تمہیں جس قدر بھی نعمتیں اور صلاحیتیں نصیب ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں چنانچہ جب ان میں سے کوئی سہولت چھنتی ہے اور تمہیں نقصان پہنچتا ہے تو تمہاری مانگوں کا رخ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہوتا ہے۔پھر جب وہ مصیبت تم سے دور کر دی جاتی ہے تو تمہاری سوسائٹی کا ایک گروہ (جمہور نہیں بلکہ ایک مفاد پرست مخصوص گروہ یا طبقہ) اللہ تعالیٰ کے قوانین کے ساتھ دوسرے قوانین کو شریک کرنے لگتا ہے، تاکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے قوانین کی رو سے ملا ہے اسے دبا کر اور چھپا کر رکھیں، عام نہ ہونے دیں۔اور یوں اللہ تعالیٰ کی بخششوں کی ناشکری کریں۔بہرحال یہ لوگ کچھ وقت کے مزے لوٹ لیں لیکن بہت جلد ان کی اس روش کا نتیجہ ان کے سامنے آ جائیگا۔یہ لوگ اس مال میں سے کچھ حصہ ایسوں کے نام پر بطور نذر نیاز دیتے ہیں جن کی حقیقت کا ان کو کوئی علم نہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ باقی سب حلال ہو گیا۔ان سے پوچھا جائیگا (جواب طلبی ہوگی) ان خود ساختہ عقائد کے متعلق جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے اس پر افترا باندھتے رہے۔

قرآن پاک نے نہ صرف افتراء کی بڑی وضاحت کے ساتھ نشاندہی کی ہے بلکہ ایسے جھوٹ اور بناوٹی عقیدوں کے انجام سے خبردار بھی کیا ہے۔ سورۃ الاحقاف (۴۶ _ ۲۷، ۲۸) میں خبردار کیا گیا ہے کہ:

تم اپنے اردگرد کے علاقوں پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ کتنی ہی بستیاں تھیں جن کے لوگ اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ ہم (اللہ تعالیٰ) بار بار ان تواریخی یادداشتوں کو اس لیے دہراتے ہیں تاکہ لوگ صحیح راستے کی طرف رجوع کریں۔ غور کرو کہ ان لوگوں کو تباہ ہونے سے ان ہستیوں نے کیوں نہ بچایا جنہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ جیسا بلند درجہ دے رکھا تھا۔ اس خیال سے کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دینگے۔ لیکن جب تباہی آئی تو وہ ہستیاں کہیں دکھائی ہی نہ دیں۔ یہ تھا ان کے جھوٹ اور ان کے بناوٹی عقیدوں کا انجام جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔

اس سے اس بات کا پتہ بھی چلتا ہے کہ تباہی کے وقت اور جب بازپرس بھی ہونے لگے گی تو یہ سب خود ساختہ عقیدے، مسلک اور ان سے منسلک کیے ہوئے نام، جنہیں یہ ہستیاں کہتے ہیں، سب کے سب غائب ہو جائینگے۔ سورۃ القصص (۲۸ _ ۷۴، ۷۵) میں سمجھایا گیا ہے کہ:

نتائج کے ظہور کے وقت لوگوں کو پکارا جائیگا اور کہا جائیگا کہاں ہیں تمہارے وہ مذہبی پیشوا اور رہنما جنہیں تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا۔ اور جن کا تمہیں اس قدر گمان اور زعم تھا۔

ہم ہر گروہ میں سے ان کے سرغنوں کو باہر نکال لائینگے اور ان سے

کہیں گے کہ تم اپنے مسلک کی تائید میں دلائل (ثبوت) پیش کرو۔ اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ حق و صداقت پر صرف اللہ تعالیٰ کا نظام اور قانون ہی تھا اور گم ہو جائینگے ان کے تمام باطل نظریات اور مسالک جو انہوں نے خود گھڑ رکھے تھے۔